سمجھنا کہ مُردوں کی روحیں اس رات میں آتی ہیں بالکل بے ثبوت ہے۔

رجب کے ستائیس تاریخ کو روزہ رکھنا اور اسکو ہزاری روزہ کہنا بدعت ہے اور بے ثبوت امر ہے۔ یوم الشک کا روزہ رکھنا منع ہے یوم الشک کہتے ہیں اونتیس تاریخ کو چاند دیکھا نہیں تیس شعبان میں شبہ ہے کہ چاند ہوگیا ہو تو روزہ رمضان ہوجائیگا ورنہ روزہ نفلی ہوگا۔ ترمذی وغیرہ میں ممانعت کی حدیث موجود ہے۔ مسلمانو! ٹھیک شریعت الٰہی پر عامل ہوجاؤ۔ رسومات بدعیہ سے بچو تاکہ آخرت درست ہو ورنہ خسارہ میں پڑوگے۔ بدعتی کی نماز فرض۔ نفل، صدقہ، خیرات کچھ بھی قبول نہیں۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید کے متعلق سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔

محاسن اسلام

(از مولوی لطیف الدین لطیف سردوی، منشی کامل متعلم رحمانیہ)

۲

معاملات اور اسلام

معاملات کا تعلق چونکہ انسان کے باہمی قانونی تعلقات سے ہوتا ہے اسلئے ہمیں نہایت تدبر و دانش سے کام لیتے ہوئے ان تعلقات کا استقصا کرنا چاہیئے کہ ان کے متعلق اسلام نے کیا احکام دیئے ہیں سب سے پہلا تعلق جو انسانی تعلقات میں اولین مرتبہ کی مسلم اور غیر مسلم لوگوں میں حیثیت رکھتا ہے وہ خود اس کا تعلق اپنے نفس کے ساتھ ہے اسکے بعد بالترتیب والدین۔ زوجین۔ اولاد۔ ذمیوں، اور حربیوں کے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ وہ تعلقات ہیں جن کا انسانی زندگی میں پیدا ہونا ناگزیر ہے اس کے علاوہ بعض وہ تعلقات اور قوانین بھی ہیں جو انسان کی موت کے ساتھ وابستہ ہیں ان میں وراثت کے قوانین زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان تمام تعلقات پر سیر حاصل بحث کرنے کیلئے دفاتر کی ضرورت ہے لیکن میں یہاں صرف ان پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے پر اکتفا کروں گا۔

اپنی ذات

فطری طور پر چونکہ انسان خود اپنی ذات کا مالک ہے اسلئے بہت سے حکما نے اس خود اختیاری کا غلط مفہوم سمجھکر خودکشی کو جائز قرار دیا تھا چنانچہ یونان کے بڑے بڑے حکما خودکشی کر لینے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے تھے لیکن اسلام نے آکر خودکشی کی بیہودہ رسم کو سختی سے ممنوع قرار دیا۔ لا تقتلوا انفسکم (اپنی جانوں کو ہلاک مت کرو)۔

والدین کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیئے

اس مرحلے میں بھی اسلام نے نہایت رواداری اور حسن سلوک کی تعلیم دی ہے وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اُفٍ ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ اور ماں باپ سے نیکی کرنا اور جو کوئی ان دونوں سے بڑھا ہوجائے تو نہ جھڑک ان کو اور نہ ڈانٹ بتا اور ان سے ادب کی بات کر اور ان کے آگے پیار سے عاجزی کے کندھے جھکا اور کہہ کہ اے رب ان پر رحمت کر جسطرح دونوں نے

مجبور کو بچپن میں پایا!!

ان سے بڑھ کر ... ان میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر مشرک والدین کسی مومن شخص کے مذہب میں مداخلت کریں تو اس کو
ان کے ساتھ سختی نہیں کرنا چاہئے بلکہ حسن سلوک سے ہمیشہ پیش آتے رہنا چاہئے چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے۔ وان جاهداك على ان
تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا یعنی اگر وہ دونوں اس بات پر زور ڈالیں کہ تو میرے
ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں ہے (یعنی اگر والدین شرک پر مجبور کریں) تو ان کا کہنا نہ مان لیکن دنیا میں ان سے اچھا برتاؤ کر۔
بتلائیے کیا اس سے بڑھ کر ... رواداری اور اطاعت والدین کی کسی اور مذہب میں تعلیم مل سکتی ہے۔

ازدواجی تعلقات

ازدواجی تعلقات پر بحث کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا عورت کو قدیم زمانے میں کوئی وقار یا کچھ
حقوق حاصل تھے یا نہیں؟ تاریخ کا ہم جتنی دقت نظر سے مطالعہ کرتے ہیں وہ ہمیں صاف اس بات کی شہادت
دیتی ہے کہ ... عورت لاشئی محض سے بڑھ کر نہ تھی اس کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے وہ محض ایک ایسا آلہ تھی جس سے
خانگی اور شہوانی ضروریات کا کام لیا جاتا تھا۔ روم جو تہذیبی حیثیت سے تمام دنیا سے فائق خیال کیا جاتا ہے اسکے دستور حکومت میں عورت
شادی کے بعد بالکل شوہر کی زرخرید ہوجاتی تھی اس کو کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہ تھا یہاں تک وہ عہدہ، ضمانت، شہادت اور وصیت کے
حقوق سے بھی بالکل محروم تھی۔ انگلستان میں بھی تقریباً یہی قوانین رائج تھے۔ ۱۵۸۶ء میں خاص عورت کی ذات کے مبحث پر انگلستان
میں ایک زبردست جلسہ کیا گیا جس میں یورپ کے تمام مفکرین شامل تھے اس جلسہ میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ آیا عورت کی روح ہے یا نہیں؟
اہل جلسہ نے نہایت فیاضی سے کام لیکر عورت کی روح کو تو تسلیم کرلیا لیکن پھر بھی وہ شوہر کی خدمتگار رہی نبی رہی ۔ ۱۸۵۰ء میں ایکٹ
اگرچہ عورتوں کی زبوں حالت کی اصلاح کیلئے پاس ہوا لیکن افسوس اس قانون نے بھی عورتوں کو گری ہوئی حالت کی کوئی اصلاح نہ کی۔
یہود کے یہاں عورت کو اس قدر پست قرار دیا گیا تھا کہ ان کو ان کے والد قلیل رقم کے معاوضے میں ان کے شوہروں کے ہاتھ بیچ دیا کرتے
تھے۔ ہنود کے یہاں بھی بعینہ وہی قواعد جاری تھے جو رومن امپائر میں نفاذ پذیر تھے انکے یہاں مرد، عورت اور اس کے مال کا مالک و
مختار تھا۔ عرب کی حالت بھی عورت کے معاملے میں بالکل ان دیگر ہمسایہ ممالک کی طرح تھی۔ ان کے ہاں عورت کو وراثت سے کوئی
حصہ نہیں ملتا تھا نیز باپ کے مرنے پر لڑکے اپنی ماؤں کے وارث اور مالک بن جاتے تھے۔

جب دنیا عورت کے معاملہ میں اس قدر تنگ نظر اور پست خیال واقع ہوئی تھی اسوقت دیکھو اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیئے
سب سے پہلے اسلام نے آکر یہ بتلا دیا کہ مرد اور عورت میں کیا فطری تعلقات ہیں یعنی اس نے بتلایا کہ عورت مرد کیلئے سکون قلب اور اس
کی معاشرت کا جزو اعظم ہے۔

وخلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة اور تمہارے لئے خود تمہاری جنس سے
جوڑے پیدا کئے تاکہ تم انکے پاس آرام پاؤ اور تم دونوں میں محبت اور پیار پیدا کیا۔ اس کے بعد اسلام نے عورتوں اور مردوں کو برابر درجات
اور مساوی حقوق عنایت کئے چنانچہ فرمایا هن لباس لكم وانتم لباس لهن (بقرہ) لهن مثل الذي عليهن بالمعروف یعنی
عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے، عورتوں پر مردوں کے جو حقوق ہیں اسی قسم کے ان کے حقوق مردوں پر ہیں۔
ہندوؤں اور رومیوں کے اسی قانون کو کہ عورت کا مال فی نفسہ شوہر کا مال ہوجاتا ہے آیت ذیل سے رد قرار دیا۔ للرجال نصیب

مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن مرد جو کمائیں وہ ان کا ہے اور عورتیں جو کمائیں وہ ان کا ہے مہر کو بالکل عورت کا زرخرید شمار کیا جاتا تھا اور اس کا مالک باپ ہوتا تھا اسلام نے صاف فرمایا کہ مہر عورت کو ملنا چاہیئے۔

واٰتوا النساء صدقاتھن نحلۃ (نساء) عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو۔

اس کے علاوہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ معاشرتی زندگی میں حسن سلوک محبت اور یگانگت سے پیش آنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا

وعاشروھن بالمعروف۔ عورتوں کے ساتھ بطرز معقول زندگی بسر کرو۔

لیکن کبھی کبھی خانگی زندگی میں بعض ایسے ناگفتہ بہ امور پیدا ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی رفیقہ حیات سے رشتہ تعلق قطع کرنے کیلئے مجبور ہوجاتا ہے۔ اسلام نے اس صورت میں اپنی حقانیت کا ثبوت دیتے ہوئے طلاق کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ نہایت سخت قیود لگا کر مرد کیلئے اتنی سہولت پیدا کر دی کہ شاید وہ اپنی بیوی سے مصالحت کرکے رجوع کرے۔ قوانین طلاق تفصیل کے ساتھ لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں لیکن ہاں ان کا ماحصل صرف یہی ہے کہ اگر مرد عورت کو طلاق دے تو اُسے بتدریج تین مہینوں میں ایک ایک طلاق دینا چاہیئے طلاق کے بعد عدت میں جس کی مقدار تین مہینے ہے عورت کے تمام مصارف مرد کے ذمے عائد ہونگے۔ اس مدت میں عورت کو اپنے نئے شوہر کے انتخاب کے بہترین مواقع ہاتھ آئیں گے۔ اگر عورت حاملہ ہے تو وضع حمل اور حمل کے بعد دوسری مدت تک اور دیگر مصارف کا کفیل مرد ہی کو بننا پڑے گا۔ ان سب امور کے علاوہ مہر کی کل رقم عورت کو دینا پڑے گی۔

کیا کوئی دنیا کا مقنن طلاق کے اس سے بہتر قوانین بنا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!! یہی وجہ ہے آج تمام دنیا کی قومیں کھلم کھلا مسائل طلاق کے سامنے سر تسلیم خم کرکے اسلام کی حقانیت کا ثبوت دے رہی ہیں۔

اولاد اولاد کے ساتھ انسان کا تعلق بعینہ ایسا ہے جیسا کہ خود اسکا اپنی ذات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے انسان جسطرح اپنے تئیں اپنی ذات کا مختار مطلق گمان کرکے خودکشی کو جائز سمجھتا تھا اسی طرح اس کے نزدیک اپنی اولاد کے قتل کر دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہ تھا اس خیال باطل کے پیدا ہونے کا اصلی سبب صرف یہ تھا کہ انسان اپنی ذات کیطرح اپنی اولاد کو بھی اپنی ملک شمار کرتا تھا۔ تاریخ عالم پر آپ ایک نظر ڈالیئے آپ کو اولادکشی یقیناً ہر قوم کے ابتدائی دور میں نظر آئیگی۔ ہندوستان اور کارتھج میں تو عین تہذیب کے زمانے میں لوگ اولادکشی کو مباح سمجھتے تھے۔ اہل اسپارٹا اور ارسطو اور افلاطون شدت سے اس بات پر عامل تھے کہ کمزور اولاد کو ضائع کر دیا جائے اہل عرب ایام جاہلیت میں اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے لیکن اسلام جبوقت آتا ہے تو وہ ان تمام خرافات کا بالکل استیصال کر دیتا ہے چنانچہ وہ علی الاعلان کہتا ہے۔ لا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

واذا الموءودۃ سئلت بای ذنب قتلت۔ اور جبکہ موودۃ (زندہ درگور لڑکی) سے قیامت میں سوال ہوگا کہ کس جرم میں وہ قتل کی گئی تھی۔

(باقی آئندہ)

اطلاع ناظرین محدث خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ رسالہ نہ پہونچنے کی اطلاع انگریزی ماہ کی دس تاریخ تک آجانی چاہیئے۔ جدید درخواست بھیجنے والے ہمیشہ پیسہ والے ٹکٹ بھیجا کریں۔

(منیجر)